رات اور ذات

مری نظموں میں اداسی کے سوا کیا ملتا

مَیں نے کچھ سخت سفر ہنس کے بِتا ڈالے ہیں
ساری اُمید، سبھی حوصلہ، سب مضبوطی
دن کے پہروں میں بہت خوب نبھا ڈالے ہیں
سالہا سال کڑے ہو کے بِتا ڈالے ہیں
دل میں چاہے کسی انداز سے اترا کوئی سوز
مَیں نے امید سے، ہمت سے جیا ہے ہر روز

ہاں مگر رات، مری رات، مری اپنی رات
اس کے پردے میں کئی درد چھپا رکھے ہیں
اس میں مَیں وہ نہیں رہتا جو نظر آتا ہوں
رات کے پہروں میں مَیں خوب بدل جاتا ہوں

https://emad-ahmad.com/

جب مری رات، مری ذات میں بس جاتی ہے
غمِ دل عود کے پہلو میں کھسک آتے ہیں
اپنے اندر کے سبھی درد اُبھر جاتے ہیں
جو مری روح کے دکھ ہیں وہ نظر آتے ہیں
اور مری سانس کی نرمی میں بسر جاتے ہیں

ان میں مَیں، مَیں نہیں رہتا ہوں بدل جاتا ہوں
اپنے اندر کے سبھی درد اگل جاتا ہوں
اور ان لمحوں میں غم، نظم کی صورت لے کر
یوں اترتے ہیں کہ بارش سی برس جاتی ہے
بھیگ جاتا ہے مرا ظاہر و باطن اس سے
ڈوب جاتا ہے یہ دل کاغذی ناؤ کی طرح

https://emad-ahmad.com/

مری نظموں کی اداسی پہ اچنبھا کیسا
خود کہو اِن میں اداسی کے سوا کیا ملتا
مَیں نے امید کی حد کر کے جیا ہے ہر روز
اورغم رات کے پردے میں چھپا رکھے ہیں!!!

https://emad-ahmad.com/